حبیب جالب کی مزاحمتی شاعری پر ہجرت کے اثرات

محمد بلال، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو جامعہ پشاور
ڈاکٹر سہیل احمد، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ پشاور

Abstract:

In this research, we have seen the impact of migration on the resistive poetry of Jalib. If we observe the word “migration” it means that “shifting of people from one place to another”. But in broader perspective, it means that the transmission or shifting of ideas, beliefs, cultures, language and literature from one place to another. Migration not only impacts geography or human body but also affect human thinking and ideas. Where, historians save different phases of migration in their books, similarly, poets and writers save ideas and thinking in shape of poetry and prose. In Urdu literature, literary critics have mentioned four types of migration. The first one occurred due to Aurangzeb and Alamgeer concurring or getting hold on “Dakan” to which poets and writers migrated to Delhi. Second migration occurred due to Ahmed Shah Abdali’s madness towards war and Nadir Shah’s attacks on Dehli, which, further enforced the poets and writers to leave Delhi and migrate to Lucknow. 1857’s war of independence became the third cause due to which there was anarchy and instability. The poets and writers don’t want to be influenced by the Britishers. They migrated to Lahore, and Lahore became the hub of Urdu literature. When Indo-Pak divided into two parts, poets and writers migrated from India to Pakistan and from Pakistan to India which became the fourth cause of migration. The most prominent poets who came to Pakistan were Habib Jalib, Nasir Kazmi, Ibna Insha, and Munir Niazi.

Jalib migrated from distract Hushyarpur (Indian Punjab) to Pakistan. Due to migration, suffering and pain is dominant in Jalib’s poetry. The nostalgic condition which he mostly thought about his village, his friends, and relatives that he lost, the condition of homelessness, affects Jalib’s thinking. Jalib’s utopia about Pakistan as a Paradise got shattered when he found Pakistan as an exploitative state. After getting independence from colonizers Pakistan got stuck in clutches of feudal lords,

aristocrats, capitalists, and corrupt rulers. As a true Pakistani patriot, Jalib resisted against oppressive forces through his writings and poetry.

حب کسی جگہ بدامنی ہو، حالات مخدوش ہوں 'تحفظ جان و مال مفقود ہو' سیاسی، سماجی اور اقتصادی طور پر لوگ جبر کا شکار ہوں تو ان حالات میں ہجرت کا عمل و قوع پذیر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ انسان کی سرشت میں ہجرت شامل ہے وہ نت نئے مقامات کا جو یا اور پیہم نئے مقاصد کے حصول کا متلاشی ہے۔جب کوئی فرد اپنے مفاد کے حصول کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا ہے تو اس کی یہ نکل مکانی انفرادی ہجرت کہلاتی ہے۔

ہجرت انسان پر روحانی اور نفسیاتی لحاظ سے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ ہجرت کے ذریعے انسان نئی روحانی واردات اور کیفیات سے ہمکنار ہوتا ہے۔ادیبوں اور تخلیق کاروں کے لیے ہجرت کی یہ واردات اور مشاہدات بڑے ثروت مند ثابت ہوتے ہیں۔ان کے ذریعے اُن کا فن اور شاعری جلا پاتے ہیں۔نئے موضوعات منفرد تشبیہات اور استعارات سے اُن کا فن چمک اٹھتا ہے۔ہجرت کے عام فہم معنی ایک مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔ اردو کی چند لغات میں ہجرت کے لغوی معنی کچھ یوں متعین کئے گئے ہیں "نسیم اللغات" میں ہجرت کے معنی کچھ یوں ہیں۔

اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ آباد ہونا۔وطن کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا۔(۱)

فرہنگ آصفیہ کے مطابق ہجرت کے معنی ہیں؛

جدائی، مفارقت، وطن کو ہمیشہ کے واسطے چھوڑ دینا۔کنبہ سے جُدا ہونا" چھوڑ دینا۔(۲)

اردو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق ہجرت کے معنی ہیں؛

"ہجرت مادہ ہے ھ۔ج۔ر۔ چھوڑ دینا' مقاطعہ کر لینا، ترک تعلق کر لینا، کسی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔(۳)

ہجرت کے لیے انگریزی زبان میں ''Migration'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے ترک وطن نقل مکانی، تبدیلی، مقام، ایک مقام سے دوسری جگہ کوچ کر جانا وغیرہ۔(۴)

ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہجرت ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں نقل مکانی، ایک ملک سے دوسرے ملک، ایک شہر سے دوسرے شہر جانے، ترک سکونت کرنے، اپنے علاقے شہر یا گاؤں کو چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔اس

ترک سکونت کی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ مذہبی مقاصد کے لیے ہجرت، سیاسی ہجرت، معاشی ہجرت اور دفاع کے لیے ہجرت جیسی وجوہات ہجرت کا سبب بنتی ہیں۔

ہجرتیں انسانی زندگی پر سیاسی' سماجی اور معاشی حوالے سے گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ جہاں ہجرت کے سبب لوگ بہت سے فوائد حاصل کر لیتے ہیں۔ وہاں انہیں بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ وطن سے جدائی، عزیز و اقارب سے مفارقت، دوست واحباب سے بچھڑنا، شناخت کا بحران، تنہائی اور اجنبیت جیسے دکھوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ہجرتوں کے سلسلے جہاں تاریخ دان اپنی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ کر لیتے ہیں وہاں ادیب و شاعر اپنی نظم و نثر کے ذریعے ہجرت کی ان کیفیات کا اظہار بہتر انداز میں کرتے ہیں۔

جس طرح سفر وسلیہ ظفر ہے اسی طرح ہجرت بھی کسی نہ کسی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ خواہ یہ تبدیلی سماجی و معاشی سطح پر ہو یا ادبی اور تخلیقی حوالے سے کہیں نہ کہیں ان تبدیلیوں کے کے عقب میں ہجرت کے محرکات کار فرما ہوتے ہیں۔ ناقدین کے بقول اردو ادب میں چار ہجرتیں اہمیت کی حامل ہیں۔ جن کی وجہ سے اردو زبان واب نے لسانی اور فکری حوالے سے ترقی اور ارتقا کی منازل طے کیں۔(۵)

پہلی ہجرت اورنگ زیب عالمگیر کے فتح دکن کے نتیجے میں ہوئی۔ دکن کے شعرانے اس پر آشوب صورتحال کی وجہ سے دہلی کے قرب وجوار کا رخ کیا۔ ولی کا دیوان دہلی پہنچان۔ ولی کو پہلا مہاجر شاعر کہا جاتا ہے۔ ولی کا دیوان پہلی بار محمد شاہی عہد میں دہلی پہنچا جس کی پیروی میں صحیح طور پر دہلی میں اردو شاعری کا آغاز ہوااور اردو شاعری لسانی اور فکری تشکیل کے منازل طے کرتی گئی جس کو بعد میں میر اور سودا جیسے کلاسک شعرانے بام عروج تک پہنچایا۔

دوسری ہجرت نادر شاہی حملوں اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کی بدولت ہوئی اور لکھنو میں شعر و سخن کا چرچا ہوا۔ آصف الدولہ اور شجاع الدولہ نے ہجرت کرنے والے سخنوروں اور ادیبوں کی پرورش کی۔ دہلی کے پرآشوت ماحول کو چھوڑ کر بہت سے اہل ھنر لکھنو میں جابسے جن کی بدولت دلبستان لکھنو وجود پذیر ہوا۔ یہاں لسانی تشکیل پر زیادہ توجہ دی گئی۔ ناسخ کی اصلاح زبان کی بدولت اردو زبان نئی زندگی اور جدت سے ہمکنار ہوئی۔ تیسری ہجرت کی وجہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی بنی۔ فرنگیوں کے جور و عتاب کی وجہ سے دہلی اور لکھنو کے اہل ھنر کسی پرامن مقام کی تلاش میں تھے۔ جہاں پر وہ آزادی کے ساتھ اپنے فن کا اظہار کر سکیں۔ آخر بہت سے نامور شعرانے لاہور کا رخ کیا جن میں مولانا حسین آزاد، حالی، اور ارشد گورگانی شامل تھے۔ ان کی وجہ سے لاہور میں اردو شعر و ادب کی اہمیت بڑھ گئی اور یہاں ہر انجمن پنجاب کی بنیاد رکھی گئی۔ جس نے اردو شعر و ادب پر دوررس اثرات مرتب کئے۔

چوتھی ہجرت ۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر کے نتیجے میں ہوئی یہ ایک بڑی ہجرت تھی کہ اس سے پہلے چشم فلک نے اتنی بڑی ہجرت نہیں دیکھی تھی۔ یہ صرف جسمانی ہجرت نہیں تھی بلکہ جذباتی اور نفسیاتی طور پر برصغیر کے لوگ اس ہجرت سے گہرے طور پر متاثر ہوئے۔ ہزاروں خاندان بے گھر ہو گئے۔ بہت سے پناہ گزینوں اور قافلوں کو سرحد کے دونوں جانب لوٹا گیا۔ اس کے علاوہ ہجرت کرنے والے روحانی اور نفسیاتی کرب میں مبتلا ہو گئے۔ عزیزوں کی مفارقت، وطن سے دوری، بستی کی یاد، اجنبیت اور تنہائی کا احساس ان کے لیے سوہان روح تھا۔ ہجرت کی ان کیفیات کا اثر شاعروں اور ادیبوں پر بھی مرتب ہوا۔ تقسیم برصغیر کے وقت اردو شعرا کی بڑی تعداد نے ہجرت کی۔ ان شعرا نے ہجرت کے جاں گسل لمحات کا سامنا کیا۔ ہجرت کے سانحے کا اردو شعرا نے بہت موثر انداز میں اظہار کیا ہے۔

تقسیم کے وقت کئی نامور شعرا نے ھندوستان سے پاکستان ہجرت کی جن میں ناصر کاظمی، منیر نیازی، ابن انشا اور حبیب جالب قابل ذکر ہیں۔ ناصر کاظمی نے میر کی اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے ہجرت کے کرب کا بہت دلنشیں انداز میں اظہار کیا ہے۔

۱۹۴۷ کے ہجرت کے حوالے سے حبیب جالب کا نام اہمیت کا حامل ہے، انھوں نے ضلع ہوشیار پور بھارتی پنجاب سے پاکستان ہجرت کی۔ جالب ۱۹۲۸ء میں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اینگلو عربیک سکول دہلی سے حاصل کی۔ تقسیم کے بعد کراچی میں جا بسے۔ روزنامہ جنگ سے کچھ عرصہ کے لیے منسلک رہے۔ پھر فیصل آباد کوہ نور ٹیکسٹائل مل سے وابستہ ہو گئے۔ آخر میں لاہور میں سکونت اختیار کی اور ۱۹۹۳ء میں وہیں پر وفات پائی ان کے شعری مجموعوں میں "" برگ آوارہ "ذکر بہتے خون کا" اس شہر خرابی میں "گوشے میں قفس کے "اور "گنبد بے در" شامل ہیں "حرف سردار "اور "کلیاتِ حبیب جالب" کے نام سے ان کی کلیات طبع ہو چکی ہیں۔

ہجرت کی صعوبتوں اور کرب کا سامنا جالب کو بھی کرنا پڑا۔ چونکہ جالب کی شخصیت میں مزاحمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لہذا ہجرت کے تجربے کو جالب نے مزاحمتی، طرز سخن کا پیکر پہنایا۔ ہجرت ہو یا پاکستان کے سماجی سیاسی یا تاریخی حقائق ہوں جالب نے بڑی چابکدستی سے انھیں شعری پیکر میں ڈھالا ہے۔ ناقدین کے بقول جالب نے پاکستان کے تاریخی حقائق کو منظوم کرنے کی روایت کی طرح ڈالی ہے۔(۶)

" برگ آوارہ" کے نام سے جالب کا پہلا مجموعہ ۱۹۵۸ء میں طبع ہوا۔ اس مجموعہ میں جالب کی روداد حیات کا عکس ملتا ہے۔ "برگ آوارہ" کے شعری مجموعہ میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۷ تک پاکستانی سیاست اور سماج کے متعلق منظوم اشارات ملتے ہیں۔

برصغیر کی تقسیم سے ہجرت کے المیے نے جنم لیا۔ پاکستان کی تشکیل بہت سے مسائل بھی اپنے ساتھ لائی۔ بہت سے لوگ اپنے آبائی مامن کو چھوڑ کر بے گھر ہوگئے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا۔ اس اندوھناک صورتحال کا اثر حبیب جالب کے دل و دماغ پر بھی ہوا۔ ان کربناک اور تلخ کیفیات کا ذکر جالب بڑے موثر انداز میں کرتے ہیں۔

بجلیوں کی یورش ہے شاخ شاخ لرزاں ہے
کیا یہی بہاراں ہے کیا یہی گلستاں ہے
آج بھی نگاہوں سے وحشتیں نہیں جاتیں
آج بھی نگاہوں میں کائنات ویراں ہے۔(۷)

بکھری ہوئی پتیاں ہیں گل کی
ٹوٹی ہوئی شاخ آشیاں ہے
ہم ہی نہیں پائمال تنہا
اے دوست تباہ اک جہاں ہے۔(۸)

شہر ویراں ہے اداس ہیں گلیاں
رہگزراوں سے اٹھ رہا ہے دھواں
آتش غم میں جل رہے ہیں دیار
گرد آلود ہے رخ دوراں
بسیتوں پر غموں کی یورش ہے
قریہ قریہ ہے وقف آہ و فغاں۔(۹)

ہجرت اور فسادات کے ذکر کے ساتھ ساتھ جالب کی شاعری میں ایک ناسٹلجیائی کیفیت بھی ملتی ہے۔ ہجرت کے دوران وطن کی یاد، عزیزوں اور احباب سے بچھڑنے کا دکھ انہیں رہ رہ کر ستاتا ہے۔ وہ ان لمحات کا ذکر بڑے دلنشیں انداز میں کرتے ہیں؛

بہت مہرباں تھیں وہ گلپوش راہیں

مگر ہم انھیں مہرباں چھوڑ آئے۔ (۱۰)

لوک گیتوں کا نگر یاد آیا
آج پردیس میں گھر یاد آیا
ہم زمانے کے ستم بھول گئے
جب ترا لطف نظر یاد آیا (۱۱)
جاگ اٹھے سوئے ہوئے درد تمناؤں کے
راستے ذہن میں لہر اگئے اس گاؤں کے
اس کڑی دھوپ میں یاد آتے ہیں تڑپاتے ہیں
ہم کو احساں درختوں کی گھنی چھاوں کے (۱۲)
ہر گام پر تھے شمس و قمر اس دیار میں
کتنے حسیں تھے شام و سحر اس دیار میں
وہ باغ وہ بہار وہ دریا وہ سبزہ زار
نشوں سے کھیلتی تھی نظر اس دیار میں (۱۳)

ہجرت کا کرب اور وطن کی یاد جالب کی ابتدائی شاعری میں موجود ہے۔ایسی کیفیات ان تمام تخلیق کاروں اور قلمکاروں کے ہاں موجود ہیں جنھوں نے بھارت سے پاکستان ہجرت کی۔انہی کیفیات کی بدولت ان کے ہاں رومانوی طرز احساس نے جنم لیا۔بستی کی یاد آفرینی اور محبوب کی فرقت کا احساس ان کے کرب میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ بستی کی یاد اور دیار محبوب سے بچھڑنے کے باعث جالب کی شاعری میں حسرت اور یاس کا اثر ملتا ہے۔

پھر کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے
ہم تیرا شہر چھوڑ جائیں گے
دور افتادہ بستیوں میں کہیں
تیری یادوں سے لو لگائیں گے
آنسوں کے دیے جلائیں گے (۱۴)

جالب کی حسرت و نامرادی اور بڑھ جاتی ہے جب ان کے خواب بکھرتے ہیں۔ وہ آزادی کے جس روشن تصور کا خیال ذہین میں لے کر کر آئے تھے، ہجرت کے بعد وہ خواب لکھے جاتے ہیں۔ یہاں ان حالات کو دیکھ کر وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ پورے ملک میں لوٹ مار کی فضا تھی۔ ھندؤں کی چھوڑی ہوئی جائداد پر قبضہ اور املاک کا غیر منصفانہ طریقے سے حصول ہو رہا تھا۔ سرکار کے منظور نظر لوگ عزت دار بن رہے تھے۔ زمین اور عالی شان بنگلے الاٹ کر رہے تھے۔اس کربناک صورتحال کو دیکھ کر جالب نے مزاحمتی رنگ اختیار کیا۔

جالب کی ابتدائی شاعری ہجرت کے کرب کی آئینہ دار ہے۔ "برگ آوارہ" ان کا پہلا مجموعہ کلام ہے۔اس کے متعلق ایک انٹرویو میں کہتے ہیں۔

> "جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ "برگ آوارہ" کا مطلب تھا۔ شاخ سے ٹوٹا ہوا پتا جو ہواوں کے رحم و کرم پر ہے۔ بات یہ ہے کہ تحریک پاکستان میں ہمارا بہت زیادہ عملی حصہ نہ سہی لیکن ہم بھی اس سے متعلق تھے۔ ہندوستان میں ہم سوچا کرتے تھے کہ پاکستان جنت کا نمونہ اور آزادی کی جگہ ہو گی۔ برگ آوارہ میں یہی احساس چھایا ہوا ہے اور یہاں جو تجربات ہوئے وہ مسلسل حقوق سلب ہونے کے تجربات تھے جس نے اپنے احباب اور اپنے شہر کو چھوڑ کر آنے کے غم کو دوچند کر دیا"(۱۵)

یعنی جالب "آزادی کے تصور" سے جن امنگوں اور آدرشوں کی تمنا کر رہے تھے۔ ہجرت کے بعد ان تمناؤں اور امنگوں کا سلسلہ بکھر گیا۔ایک نئی مملکت کے حصول کے لیے لاکھوں کی تعداد میں جن لوگوں نے ہجرت کی اور قربانیاں دیں یہ سب یہاں پر انھیں رائیگاں نظر آنے لگیں۔ گویا جالب کی نظر میں پاکستانی سماج حقوق سلب کرنے والا بے رحم سماج نائب ثابت ہوا۔یہی احساس جالب کی ناآسودگی کا باعث بنا۔

ہجرت کے اثرات کے حوالے سے جالب کی نظم "داستان دل دو نیم" بڑی اہمیت کی حامل ہے۔اس نظم میں ہجرت کا کرب 'یاد وطن' پاکستان آکر آزادی کے تصورات کا بکھرنا جیسے موضوعات شامل ہیں۔اس نظم کا آغاز وہ بستی کی یاد آفرینی سے کرتے ہیں۔

ایک حسین گاؤں تھا کنار آب
کتنا شاداب تھا دیار آب
کیا عجب بے نیاز بستی تھی

مفلسی میں بھی ایک مستی تھی
کتنے دلدار تھے ہمارے دوست
اپنا ایک دائرہ تھا دھرتی تھی
زندگی چین سے گزرتی تھی
قصہ جب یوسف زلیخا کا
میٹھے میٹھے سروں میں چھڑتا تھا
قصر شاہوں کے ہلنے لگتے تھے
چاک سینوں کے سلنے لگتے تھے
یہ زیست پاپیادہ تھی
دھوپ سے چھاؤں تو زیادہ تھی۔ (۱۶)

اس نظم میں ہجرت کرنے والوں کی اجنبیت کے احساس کا بھی ذکر ہے۔ جن آدرشوں اور خوابوں کے لیے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے ہجرت کی تھی اور وطن کے حصول کی خاطر اپنا سب کچھ لٹایا تھا۔ وہ سب کچھ لا حاصل ثابت ہوا۔ اجنبیت کے اس درد بھرے احساس کو جالب مزاحمتی انداز میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اجنبی لوگ اجنبی راہیں
لب پہ آباد ہو گئیں آہیں
ہو گئے آقا فرنگیوں کے غلام
شب آلام ہو سکی نہ تمام۔(۱۷)

خوابوں کے بکھرنے اور تقسیم سے ناآسودگی کی اصل وجہ حقوق سلب کرنے والا سماج اور نااہل حکمرانوں کا اقتدار پر قبضہ تھا۔

حکمران ہو گئے کمینے لوگ
خاک میں مل گئے نگینے لوگ
راہزنوں نے جو رہبری کی تھی
رہبروں نے بھی کیا کمی کی تھی
ایک بار اور ہم ہوئے تقسیم

ایک بار اور دل ہوا دو نیم (۱۸)

جالب ان مقتدر اور نااہل حکمرانوں کے خلاف شدید مزاحمتی رویہ رکھتے ہیں۔

حکمراں جب تک ہیں یہ بے درد
اس زمین کا چہرہ رہے گا زرد(۱۹)

برصغیر کی تقسیم نے جالب کی شاعری پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ ہجرت کی کربناکی نے انھیں مزاحمتی رویہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ آزادی سے ناآسودگی، خوابوں کے ٹوٹنے، اجنبیت کا احساس، بستی کی یاد، مقتدر اشرافیہ اور نااہل حکمرانوں کا اقتدار پر قبضہ جیسے موضوعات کا عکس جالب کی شاعری میں ملتا ہے جو ہجرت کے نتیجے میں اُن کے کلام میں تشکیل پذیر ہوئیں۔

حوالہ جات

۱۔ نسیم قائم رضا، مرتضیٰ فاضل لکھنوی مرتبین، نسیم اللغات، غلام علی اینڈ سنز لاہور، س ن، ص ۲۳۹

۲۔ سید احمد دہلوی فرہنگ آصفیہ جلد سوئم، اُردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۱۰، ص ۷۰۶

۳۔ انسائیکلوپیڈیا اردو جلد نمبر ۲۳، دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۹، ص ۱۱۶

۴۔ نبی احمد، اُردو غزل میں ہجرت کا تجربہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اُردو، وفاقی اُردو یونیورسٹی اسلام آباد، ص 3

۵۔ ایضاً ص 27

۶۔ سلیم شاہد حبیب جالب منظوم سوچ مشمولہ میں ہوں شاعر زمانہ، حبیب جالب، حبیب جالب میموریل فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۹۸، ص ۱۷

۷۔ حبیب جالب، برگِ آوارہ، مکتبہ دانیال کراچی، ۱۹۹۰ء ص ۵۴

۸۔ ایضاً ص ۵۵

۹۔ ایضاً ص ۵۹

۱۰۔ ایضاً ص ۴۳

۱۱۔ ایضاً ص ۴۴

۱۲۔ ایضاً ص ۴۶

۱۳۔ ایضاً ص ۴۶

۱۴۔ ایضاً ص ۲۱

۱۵۔ احمد سلیم، جہد مسلسل کا شاعر مضمون مشمولہ کوئی تو پرچم لے کر نکلے، مرتب مجاہد بریلوی، فرنٹئر پوسٹ پبلیکشنز لاہور، ۱۹۹۳ ص ۱۴۴

۱۶۔ حبیب جالب، کلیات حبیب جالب، ماورا پبلشرز لاہور، ۲۰۰۵ء ص ۲۱-۲۶

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً